فیوض الباری لاصول الشاشی کا تعارف اور منہج

Foyuḍ al-Bārī li-Uṣūl al-Shāshī: Introduction and Methodology

*لقمان احمد
**ڈاکٹر فضل دیان

Abstract

Literally, Uṣūl al-Fiqh (principles of Islamic jurisprudence) refers to the basic sciences of Shariah, legal rules and regulations; through which an expert or jurist deduces detailed rulings from the primary sources of Islamic law. Similarly, it embodies the exclusive, broad and juridical terms for the standard sources of Shariah. Jurists and Shariah experts' are basically supposed to extract the considered rulings and intricacies regarding impending jurisprudential issues through deduction. Thus, in this way, Islamic jurisprudence has been persistently strengthen and enriched throughout the (Islamic) world. In this backdrop, specifically, the contributions of those scholars and experts belonging to sub-continent are also noteworthy. Thus, for this purpose, the present research enlightens the reader/s about the letter collection of renowned scholar of district Nowshera, Khyber Pakhtunkhwa. Resultantly, the study found that, accomplished writer Maolana Mian Saad-Ullah kaka-khil was an excellent literary person. His expositions of al-Muntakhab al-Ḥusāmī and Uṣūl al-Shāshī are valuable compilations to Islamic literature. Consequently, the researchers assert that expository and comprehensive value of proposed letters is embellished and high. Since, this piece can also utilize by intellectuals and experts of the field. Moreover, Uṣūl al-Shāshī is explained, by the writer, in a unique and verifiable pattern in its Foyuḍ al-Bārī li-Uṣūl al-Shāshī. Therefore, the present study systematically outlined the results of codicology of Foyuḍ al-Bārī li-Uṣūl al-Shāshī in shape of introduction and methodology.

Keywords: *Principles of Islamic Jurisprudence, Khyber Pakhtunkhwa, Maolana Mian Saad-Ullah Kaka-khil, Foyuḍ al-Bārī, Uṣūl al-Shāshī*

* ایم فل، شعبہ اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج پشاور
** استاد، شعبہ شریعہ و قانون، بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد

اصول فقہ سے مراد شریعت کے وہ بنیادی اصول اور فقہ اسلامی کے وہ قانونی قواعد وضوابط ہے جن میں غور وفکر کر کے ایک ماہر فقیہ اور قانون دان شریعت کے اصل ماخذ سے تفصیلی احکام کا استنباط کرتا ہے۔ واضح رہے کہ شریعت کی اصل اور بنیادی ماخذ دو ہی ہیں، یعنی قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ پھر ان دونوں کی بنیاد پر بقیہ ماخذ اپنے اپنے درجہ پر آتے ہیں، ان سب مصادر و مآخذ سے تفصیلی احکام کو اخذ کرنا اور پھر ان کو مرتب و منضبط کرنا نہ صرف قانونی بصیرت اور عمیق فقہی نظر کا متقاضی ہے بلکہ اس کے انجام دینے کے لیے طے شدہ اصول اور منضبط قواعد اور مخصوص احکام بھی ہیں جن کو پورے استنباط احکام کے پورے عمل میں ملحوظ رکھنا پڑتا ہے، انہی قواعد و احکام کے مجموعے کا نام ''اصول فقہ'' ہے۔

اصول فقہ کی اہمیت

اسلامی شریعت تا قیامت تمام موجودہ اور پیش آمدہ مسائل کے لیے حل پیش کرتی ہے۔ لیکن یہ حل اجمالی انداز میں دیا جاتا ہے۔ جو کہ قرآن وسنت میں کبھی صراحتاً تو کبھی ضمناً مذکورہ ہوا کرتا ہے۔ اس تک رسائی اور ان میں پیش آمدہ مسائل کا حل اہل بصیرت وصاحب علم لوگ کرتے ہیں۔ جس کو امت فقہاء و مجتہدین کے نام سے جانتی ہیں۔ فقہاء مجتہدین قرآن وسنت کے اصول سے مدد لے کر اُس اجمالی حل کو تمام مسائل تک تفصیل کے انداز میں وسعت دیتے ہیں۔ اور یہی اجتہاد اور استنباط کہلاتا ہے۔ فقہاء کرام استنباط میں قرآن وسنت سے مستفاد اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان تمام تر نت نئے مسائل کا حل اس انداز سے پیش کرتے ہیں جو کہ امت کے لیے یقیناً ایک رحمت ہے۔

یہ اصول و قواعد صحابہ کرام کے دور میں اپنی مجرّد اور ابتدائی شکل میں موجود تھے۔ جن سے وہ مابعد کے ادوار میں تشکیل پانے والے اسالیب وعناوین کے بغیر کام لیتے تھے لیکن بعد میں آنے والے فقہاء کرام نے ان کو مہذّب اور منقح کیا۔ اور یہی قواعد واصول ''علم اصول فقہ'' کے ضمن میں مندرج ہوئے۔ اور انہی کی بنیاد پر ''علمِ اصول فقہ'' کی تشکیل ہوئی۔ علم اصول فقہ کی آبیاری میں تمام مذاہب کے فقہاء نے بھرپور حصہ ڈالا ہے اور مختلف اسالیب (مختصر۔ متن۔ شرح تلخیص) میں کتابیں مرتب کیں۔ فقہاء احناف کے ذخیرہ علمی میں اہم کتابوں میں ایک ''اصول الشاشی'' ہے جو کہ اصول فقہ کی بنیادی متداول کتاب اور شامل نصاب ہے۔ برصغیر پاک وہند کے مدارس میں بطور خاص اس سے درس وتدریس میں استفادہ کیا جاتا ہے۔ درسی ضرورت ہونے کی وجہ مختلف زبانوں جیسے عربی، اردو، فارسی، پشتو میں اس کی شروحات مرتب کی گئیں۔ ان میں اکثر زیور طبع سے آراستہ

ہوئے ہیں تاہم بعض شروحات ایسی بھی ہیں جو آج تک تحقیق وطباعت کے محتاج ہیں۔ان میں سے ایک ایسی اہم، مفید اور علمی شرح خیبر پختونخواہ کے علمی خانوادہ کے چشم وچراغ مولانا سعد اللہ کاکا خیلؒ نے مرتب کیا۔ جو کہ ایک مخطوط کی حیثیت رکھتی ہے۔ قابل ذکر مخطوط چونکہ ایک علمی ذخیرہ ہے جس میں مصنف نے بہترین اسلوب میں اصول الشاشی کی توضیح، اصول فقہ کی قواعد کے لیے تفریعات اور امثلہ ذکر کیں ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ کثرت سے احادیث کا ذکر اور ان سے قواعد کا استدال جو کہ حقیقتاً ایک نایاب امر ہے۔

مولانا میاں محمد سعد اللہ کاکا خیلؒ کا تعارف

بیسویں صدی جہاں ہر امت مسلّمہ مختلف جہتوں سے زبوں حالی کا شکار تھی۔ مختلف قوتیں دین اسلام کی پستی کے لئے شب روز متحرک تھیں۔ان قوتوں کو گمان تھا کہ ہم اسلام کا نام مٹا کر اس دنیا پر راج کرتے نظر آئینگے۔ لیکن تصویر کا دوسرا رُخ کچھ اور تھا، جہاں پر امت اسلامیہ کی عظمت رفتہ کی بحالی کے لیے اجتماعی اور انفرادی محنتیں اور جدوجہد بھی جاری وساری تھی۔اس زمانے میں علماء کرام نے دین اسلام کی سربلندی کے لیے مدارس قائم کیں جہاں پر علماء کرام ایسے افراد تیار کرتے جو کہ معاشرے میں دین اسلام کی ذمہ داری اٹھا کر دین اسلام کے خلاف قوتوں کو زیر کریں۔اسی اسلسلے میں دار العلوم دیوبند کا قیام ہوا اور وہاں سے علماء کو تیار کیا جاتا تھا۔ تاکہ دین اسلام کی خدمت انجام دیں سکیں۔ عمومی طور پر دار العلوم دیوبند کو دنیا بھر سے پڑھنے کے لیے آتے تھے، بطور خاص برصغیر پاک ہند کے اکثر علماء یہاں سے فیض یاب ہوتے تھے۔دیوبند میں علوم وفنون کا چرچہ تھا پاکستان سے اور علمی ذوق رکھنے والے علماء وطلبہ دیوبند کا رُخ کرتے تھے۔ پاکستان (KPK) کے ایک زرخیز سرزمین ''نوشہرہ'' جس نے مختلف دینی، ادبی، ملی شخصیات کو جنم دیا ہے۔ جن میں مولانا میاں سعد اللہ کاکا خیلؒ بھی ایک علمی میدان میں بڑے مقام کے مالک ہے مولانا مرحومؒ نے دیوبند دینی علوم کے حصول کے بعد اعلیٰ کلمۃ اللہ کے لیے علمی میدان میں اپنے خدمات انجام دیں۔ان علمی خدمات میں ایک زیر تحقیق مخطوط کا تعارف بھی ہے مولف کا نام محمد سعد اللہ عبد اللہ بن ابراھیم بن رحمت شاہی بن عمر بن عوث الدین بن قیاس الدین بن ضیاءالدین بن کستیر گل 1 المعروف بہ شیخ رحمکار (حضرت کاکا صاحب) جو کہ خیبر پختونخواہ ضلع نوشہرہ کے بزرگ عالم دین اور ایک مشہور صوفی ہو گزرے ہیں۔ حضرت محمد سعد اللہ کاکا خیلؒ کا تعلق خیبر پختونخواہ کے ضلع مردان علاقہ ساولڈھیر سے تھا۔ میاں صاحب کے والد محترم کاکا صاحب زیارت چلے گئے اور وہاں آباد ہو گئے۔ مولانا میاں سعد اللہ صاحبؒ 1323ھ/1902ء کو کاکا صاحب زیارت نوشہرہ میں پیدا ہوئے اور وہاں پلے بڑھے۔

دینی علوم کو حاصل کرنے کے لیے آپ نے کئی شہروں کا سفر کیا چنانچہ انہوں نے اس زمانے کے مشہور علمی مراکز رام پور، دیوبند، سہارنپور کا سفر کیا، اور کئی سال وہاں اقامت پذیر رہے۔ آپ کی فراغت دارالعلوم دیوبند سے ہوئی، شہادۃ العالمیہ کا امتحان آپ نے نمایاں پوزیشن کے ساتھ پاس کیا۔ انہوں نے اپنے زمانے کے مشہور اور نابغہ روزگار علماء سے علوم قرآنیہ، احادیث مبارکہ، فقہ اسلامی، صرف ونحو، علم معانی، علم کلام، وغیرہ علوم وفنون پڑھے۔ آپ کے اساتذہ اور شیوخ کی فہرست بہت طویل ہے، تاہم آپ کے نامور شیوخ میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ، شیخ الادب مولانا اعزاز علی دیوبندیؒ وغیرہ حضرات قابل ذکر ہیں۔ آپؒ تصنیف وتالیف کے ساتھ ساتھ درس وتدریس کے بھی شہسوار تھے۔ یہی وجہ تھی کہ کثیر تعداد میں تشنگان علوم دینیہ ہر وقت آپ کے پاس موجود رہتے تھے۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی کافی طویل ہے، تاہم ان میں سب قابل ذکر اور معروف نام حضرت مفتی سیاح الدین کاکاخیلؒ، پروفیسر انوار الحقؒ اور پروفیسر سید تقویم الحق کاکاخیلؒ وغیرہ ہیں۔

مولانا میاں محمد سعد اللہ کاکاخیلؒ کا علمی مقام ودینی خدمات

دارلعلوم دیوبند کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہاں پر پڑھنے والے اور وہاں سے فارغ التحصیل علماء عملی میدان میں دین متین کے خدمت کے لیے شب وروز کوشاں ہوتے رہے ہیں۔ حضرت میاں صاحب بھی اس میدان کے ایک مشہور تھے اور اس سوچ کے بناپر علم کے عظیم مرکز دیوبند سے فراغت کے بعد درس وتدریس کے شعبے سے منسلک رہے اور عمر کے آخری آیام تک قرآن وسنت کی خدمت کی۔ سب سے پہلے تدریس اپنے گاؤں کے مدرسے جامعہ نصرت الاسلام زیارت کاکاصاحب میں کی۔ اور کافی سالوں تک یہاں مدرس رہے۔ اس کے بعد پنجاب کے کسی مدرسے میں تدریس کر چکے ہیں۔ لیکن مدرسہ معلوم نہیں لیکن اندازہ اُس خطوط سے ہوتا ہے کہ میاں صاحبؒ کو مدرسہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل ضلع سورت (انڈیا) سے آتے تھے۔ اس خطوط کے نمونے اب بھی موجود ہیں۔[2] ان خطوط میں میاں صاحب کو مدرسہ جامع اسلامیہ کے تدریس کے لیے بلایا تھا۔ میاں صاحب نے جواب میں لکھا تھا کہ " اب سال کا درمیان ہے اور ابھی پنجاب کے ایک مدرسے میں تدریس کر رہا ہوں۔ اور اگلے سال شاید میں اپ کے مدرسے کو تدریس کے لیے آجاؤ" لیکن اس کے بعد کی کسی کو معلوم نہیں کہ کیا میاں صاحب مدرسہ جامعہ اسلامیہ تدریس کے لیے گئے تھے یا نہیں۔ مولانا میاں صاحبؒ تدریس میدان کے شہسوار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مصنف بھی تھے۔ تصنیف کے میدان میں بھی انہوں نے اپنے علمی خدمات کو

صفحہ قرطاس پر نقش گیا۔ مولانا میاں صاحب کے بہت سے علمی تصانیف ہے اور ان تصانیف کو دیکھ کر اور مطالعہ کرنے کے بعد ان کی علمی رسوخ اور علمی مقام کا پتا چلتا ہے۔ مولانا میاں صاحب کے چند کتب اور علمی خدمات کا تذکرہ ملاحظہ ہوں۔

1) **مرآۃ الحدیث:** یہ شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے درس ترمذی کے افادات پر مشتمل علمی نکات کا مجموعہ ہے۔ جسے مؤلفؒ نے 16 شعبان المعظم 1349ھ کو دار لعلوم دیوبند میں مکمل کیا۔

2) **تبیین المعانی فی اصول المعانی:** یہ اصول فقہ مشہور کتاب 'الحسامی'' کی شرح ہے۔ جسے مؤلف نے مردان میں 16 ذی قعدہ 1347ھ کو مکمل کیا۔ اس پر حال ہی میں تحقیقی کام ہوا ہے۔

3) **نھایۃ الادراک:** یہ علم نحو میں ابن حاجب کی کتاب ''الکافیہ'' کی شرح ہے۔ زمانہ تالیف 26 شعبان المعظم 1348ھ ہے۔

4) **حاشیۃ علی الرسالۃ القطبیۃ:** یہ علم منطق کی مشہور کتاب ''قطبی'' کی شرح ہے زمانہ تالیف 15 شوال 1349ھ ہے۔

5) **نظام العلوم:** دار العلوم دیوبند کے شیخ الادب مولانا اعزاز علی صاحبؒ کے شمائل ترمذی کے دروس پر مشتمل مجموعہ ہے جو کہ میاں صاحب نے قلم بند کیا ہے زمانہ تالیف 1349ھ ہے۔

6) **التعلیق المنیف علی حاشیۃ میر سید سند الشریف علی القطبی:** جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ علم منطق کی مشہور درسی کتاب ''قطبی'' کے حواشی جو میر سید سند شریفؒ کے تالیف کردہ ہیں، پر تعلیقات کا مجموعہ ہے۔

7) **ریاض الازھار فی جلاء الابصار:** یہ ''سھو الاخبار فی عشر الانھار'' جو طوروی رحمہ اللہ کی کتاب ہے، یہ اس کا ترجمہ ہے زمانہ تالیف 27 رمضان المبارک 1361ھ ہے۔

8) **فیوض الباری لاصول الشاشی:** یہ علامہ نظام الدین الشاشیؒ کی اصول فقہ مشہور کتاب اصول الشاشی کی شرح ہیں جسے آپ نے تین سال عرصہ (15 رمضان المبارک 1360ھ سے 25 ربیع الاول 1363گ تک) میں مکمل کیا۔ جس کا تعارف آپ کے زیر مطالعہ ہے۔

''فیوض الباری'' کا تعارف اور علمی مقام

کتاب کا نام اور مؤلف کی طرف اس کی نسبت

کتاب کا نام: زیر تحقیق مخطوط کا نام ''فیوض الباری لاصول الشاشی'' ہے ''فیوض'' فیض کی جمع ہے جس کا معنی ہے ''عنایت کرنا''[3] اور ''الباری'' اللہ تعالی کے صفتی اسماء میں ہے ایک صفتی نام ہے جس کا معنی ہے ''الذی

خلق الخلق برئیاً من التفاوت"[4] (وہ ذات جس نے مخلوق کو اور ہر قسم کے تفاوت سے بری پیدا کیا ہے) یعنی بغیر تفاوت کے **ایجاد** کرنے والے کو "الباری" کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں مذکور ہے "ھوَاللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی"[5] (وہی اللہ ہی بغیر تفاوت کے پیدا کرنے والا ہے اور تصویر دینے والا ہے اسی اللہ کے لیے بہترین نام ہیں)۔ اسی نام کو دیکھتے ہوئے کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مصنفؒ نے کتاب کا نام رکھتے ہوئے کچھ اشارات کئے ہیں۔

اول کتاب کے نام سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے "فیوض الباری" اس لئے رکھا کہ سب اس باری ذات (اللہ تعالیٰ) کا کرم اور عنایت ہے جس کی وجہ سے ایک مقدس علم "اصول الفقہ" میں اصول شاشی کی شرح لکھنی کی توفیق ملی۔ گویا مصنف اپنے ساری کاوش کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف کرتا ہے کہ سب میرے ربّ کی عنایت ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنفؒ بہترین علمی مقام رکھنے کے ساتھ ساتھ صوفی مزاج بھی ہے۔ مخطوط کے مقدمہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مصنف میں صوفیانہ رنگ موجود ہے۔ دوم کتاب کا نام "فیوض الباری لاصول الشاشی" اس لئے شاید رکھی گئی ہے کہ فیوض بروزن اصول الباری بروزن الشاشی تو نام کے وزن برابر کرنے کے لیے یہ نام رکھا گیا ہے۔

مصنف کی طرف "مخطوط" کی نسبت:

کیا "فیوض الباری لاصول الشاشی" شرح کی کے فاضل کے دیگر کی نسبت مولانا سعد اللہ کا کاخیل کی طرف درست ہے۔ کہ واقعی یہ ان کی مخطوط ہے؟ دراصل فاضل مصنفؒ کے اس مخطوط کو اگر مصنف کے دیگر کتب مخطوطات کے "خط" کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مخطوط مولانا سعد اللہ کا کاخیل کا ہی ہے کیونکہ دیگر مخطوطات بھی اسی طرح مخطوط ہیں[6]۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری یقینی بات یہ بھی ہے، کہ فاضل مصنفؒ کے دیگر مراسل اور خطوط (جو کہ مصنفؒ نے اُس وقت مدارس کو یا کسی عالم دوست کو بھجوائے تھے) کا خط اور مخطوط کا خط ایک دوسرے سے بالکل ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یقینی طور پر مخطوط کے مصنف مولانا سعد اللہ کا کاخیل ہی ہے۔

اصول فقہ کی متداولہ کتب میں میاں محمد سعد اللہ کی کتاب "فیوض الباری" کی اہمیت

برصغیر پاک و ہند کا خطہ اسلامی علوم کے اعتبار سے کافی زرخیز رہا ہے اس کا اندازہ برصغیر میں مدارس سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اس خطے میں علماء کرام کی علمی کاوشوں کے ذریعے ایک بڑے پیمانے پر مدارس اسلامیہ کا جال بچھا ہوا ہے۔ انہی مدارس کے ذریعے اسلامی علوم کی ابیاری ہوتی رہی ہے اور یہاں کے اہل علم نے اسلامی علوم و فنون

میں گران قدر خدمات انجام دیں ہیں۔انہی مدارس میں بطور خاص درس نظامی[7] کا نصاب پڑھایا جاتا ہے۔مدارس نصاب میں اصول فقہ کی پڑھائی میں سب سے پہلے ''اصول الشاشی'' کتاب کی پڑھائی کی جاتی ہے۔اس اعتبار سے یہ کتاب نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے۔اس اہمیت کے بناپر علماء کرام کے حلقہ تدریس میں اس کتاب کو کافی توجہ دی جاتی ہے۔چونکہ یہ کتاب مبتدی طلباء کے لیے ہے اس وجہ سے اس کو سمجھانے اور پڑھانے کے لیے برصغیر کے علماء کرام نے اس پر مختلف النوع کام کیا ہے۔اور ان کے شروحات تحریر کیں ہیں۔ اصول شاشی پر مختلف طرز پر کام کرنے کے کچھ شروح بطور نمونے درجہ ذیل ہے۔

ا۔فصول الحواشی لاصول الشاشی

اصول الشاشی کا یہ حاشیہ شیخ الٰہ داد جونپوریؒ نے تصنیف کیا۔یہ برصغیر پاک وہند میں متعدد اداروں سے شائع شدہ ہے پیش نظر نسخہ مکتبۃ الکرم، لاہور سے مطبوعہ ہے۔یہ اصول الشاشی کی مفصل عربی شرح ہے۔فاضل شارح نے متن کی تشریح کرتے ہوئے لفظی وضاحتیں، مشکل مقامات، سوال مقدر اور ان کے جوابات اور اصول و امثال کو ذکر کیا ہے۔اصول الشاشی چونکہ بہت مختصر متن ہے چنانچہ ادلہّ اربعہ کی وضاحت اور ان کی مثلہ کا فاضل شارح نے جامع طریقہ سے واضح کیا ہے۔اسی طرح سے کتاب اللہ کے اقسام کی وجہ حصر اور قیودات کے فوائد کا بھی ذکر کیا ہے۔شرح میں مسائل پر احناف کا اختلاف بھی ذکر کرتے ہیں۔یہ شرح چار سو صفحات پر مشتمل ہے ۔متن اصول شاشی اور شرح میں عربی پڑھنے والوں کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔

۲۔مزیل الغواشی شرح اصول الشاشی

کتاب کے مصنّف حکیم نجم الغنی رامپوریؒ مختلف مکتبوں نے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔قاسم پبلی کیشنز کراچی کا ۲۰۰۷ء کا نسخہ پیش نظر ہے۔اصول الشاشی بطور بنیادی کتاب فن اصول فقہ ہندوستانی مدارس میں خاص متداوّل رہی ہے۔یہاں سرکاری زبان کی تبدیلی سے طلباء کو بھی خاص مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔فاضل شارح نے اسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے سب سے پہلے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اردو زبان میں مفصّل، جامع اور بہترین شرح تصنیف کی۔مصنف خود مقدمہ میں یوں رقم طرز ہیں:

''بعض شائقین نے مجھ سے باصرار کہا کہ رسالہ اصول الشاشی اگر شرح اردو میں لکھ دے تو کم مایہ اور کم استعداد لوگوں کو بھی علم اصول فقہ کے مسائل اور باریکیوں کے حاصل کرنے کا موقع مل جائے۔اس لئے یہ خاکسار رسالہ مذکوہ کی شرح اردو زبان میں لکھتا ہے اور اس کا ان ''مزیل الغواشی'' رکھتا ہے۔ہر مسئلے کے بیان میں حتیٰ الوسع نہایت توضیح کی گی۔اختصار بے محل یا طولِ عمل سے اسکو پاک صاف رکھا جائے گا۔''[8] فاضل

مؤلف نے واقعی اپنے بنائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا رہتے ہوئے اصول الشاشی کے مضامین کی توضیح و تشریح میں کوئی معمولی ابہام بھی نہ چھوڑی۔ مبتدی طالب علم کے لئے یہ شرح خاصی مفید ہے۔

۳۔احسن الحواشی حاشیہ علی اصول الشاشی

اس شرح کے مصنف مولانا برکت اللہ ہے جو کہ بطور حاشیہ شرح لکھی ہے جس کو بہت سے مکتبوں نے شائع کیا۔ مکتبہ نے چپوائی ہے۔ یہ اصول الشاشی کے حواشی میں سب سے مشہور حاشیہ ہے۔ جس میں اصل متن کی تشریح طلب اصطلاحات، مشکل الفاظ کی وضاحت، سوال مقدار کا جواب وغیرہ کا بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔ احسن الحواشی در حقیقت اصول الشاشی کی مختصر شرح ہے جس کو سامنے رکھ کر کتاب کو بآسانی سمجھا اور پڑھایا جا سکتا ہے، چنانچہ اصول الشاشی پڑھانے والے اساتذہ ہمیشہ سے اس سے استفادہ کرتے آئے ہیں اور یہ حاشیہ اسم با سمی ہے کہ سب سے بہترین حاشیہ ہے۔

۴۔اجمل الحواشی علی اصول الشاشی

اس کتاب کے مؤلف کا نام مولنا جمیل احمد سکروڈوی (فاضل دیوبند) ہے۔ کتب خانہ مظہری نے ۱۹۹۹ء اس کو شائع کیا ہے۔ مصنف نے اصول الشاشی کے شرح کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کے دیگر کتب ''نور انوار'' اور حسامی کی بھی شروحات لکھی ہیں۔ اس شرح کے ابتداء میں شارح نے مقدمے میں اصول فقہ کی عبارات پر گفتگو کی ہے اس کے بعد عربی متن کو ذکر کر کے اس کا ترجمہ اور عنوان کے تحت اس کی تشریح کرتے ہیں تشریح کے دوران شارح مختلف مواقع پر اضافی فوائد بھی بیان کرتے تھے۔ اس کے بعد ساتھ ساتھ متن کے متعلقات کی وضاحت کرتے ہے جسے قرآنی آیت ہے۔ ''ولیطوفوا بالبیت العتیق''[9] کی مثال پر فائدہ میں ''بیت'' کی صفت عتیق کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اسی طرح اختلاف مسالک کو بھی قدرے تفصیل کے ساتھ بیان کر کے فقہاء کے دلائل کا ذکر کرتے ہیں۔[10] مجموعی طور پر ''اصول الشاشی'' پر اردو زبان میں خاصی مفصل شرح طلباء کے لیے فائدہ مند ہے۔

۵۔اصول الشاشی سوالاً جواباً

اس کتاب کو مولانا محمد صدیق ہزارویؒ نے تصنیف کی ہے۔ یہ کتاب مکتبہ تنظیم المدارس، پاکستان سے ۱۴۱۰ھ میں شائع ہوئی۔ اس شرح میں تشریح کا ایک نئے انداز سوال وجواب کو اختیار کیا ہے یوں تو طلباء کی سہولت کے لیے یہ انداز اس سے قبل بھی مختلف کتب میں اختیار کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں بھی اصل کتاب کی

ترتیب اور عنوانات کو تبدیل کیے بغیر پوری کتاب کو سوال و جواب کی صورت میں پیش کی گیا ہے۔ یہ ایک اچھی کوشش ہے جس سے طلباء سوال و جواب کے ذریعے بہتر انداز سے کتاب کے مطالب و مفاہیم کو سمجھ سکتے ہیں۔

۶۔ تسہیل الکافی شرح اصول الشاشی

کتاب کے مؤلف قاضی محمد ایوبؒ ہیں۔ جس کو ادارہ ضیاء المصنّفین، بھیرہ شریف کی زیر نگرانی ۲۰۰۵ء میں ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور نے شائع کیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں دیگر شروحات کی طرح مختصر مقدّمہ ہے جو اصولِ فقہ کی تاریخ کو بیان کرتا ہے۔ مضامین کتاب کی تشریح کا طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ ابتدائی حصہ میں متن کی توضیح میں زیادہ تفصیل سے کام لیا ہے لیکن 'متقابلات' کی بحث سے آگے زیادہ تر ترجمہ پر اکتفاء کیا گیا ہے البتہ بوقتِ ضرورت بین القوسین مطلب کو واضح کرنے کے لیے مثال اور تشریح بیان کی گئی ہے۔

۷۔ انوار الحواشی علیٰ اصول الشاشی

کتاب کے مؤلف حافظ ممتاز احمد چشتیؒ ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ مھریہ کاظمیہ ملتان سے ۲۰۰۹ء کو شائع ہوئی۔ اس مفصّل شرح میں مضامین کتاب کو تفصیل سے واضح کرنے کی کوشش کی گئی۔ کتاب کی ترتیب اس طرح سے ہے کہ عربی عبارت کے تحت ترجمہ اور پھر شرح کو وضاحت کے عنوان کے تحت بیان کیا گیا ہے۔ اگرچہ میں زیادہ تر صرف ترجمہ کے ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے اور شرح بہت کم کی گئی ہے۔

۸۔ فیوض الباری لاصول الشاشی

اصول الشاشی کی یہ شرح جو کہ مخطوط کی شکل میں موجود ہے۔ فاضل مصنفؒ نے اصول الشاشی کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اس شرح کی تصنیف کی۔ یہ شرح کئی وجوہات کے بناپر دوسرے شروح سے ممتاز اور اہمیت کی حامل شرح ہے۔

1. فاضل مصنفؒ نے شرح کو عربی زبان میں تحریر کیا ہے جس سے عربی دان طلبہ بھرپور فائدہ لے سکتے ہیں۔ کیونکہ شارح نے بہترین انداز کے ساتھ عربی کے قواعد اور رموز اوقات کے خیال رکھتے ہوئے تصنیف کی ہے کہ طلبہ کو سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو۔
2. شرح نہایت ہی علمی انداز کا ہے مثال کے طور پر ایک خاص مسئلے پر اختلاف کے دوران دلائل کے ذکر کرتے وقت مصنف نے اہل علم کے طریقے کو اپنایا ہے اور علمی انداز میں اختلافات کا تذکرہ کیا ہے۔
3. شرح کا طرز تحریر کچھ اس طرح ہے کہ پہلے اصول شاشی کا متن الگ ذکر کیا گیا ہے اس کے نیچے اس متن کے اہم مقامات کو "قولہ" کے ذریعے ذکر کرکے اس کی وضاحت اور تشریح کی گئی ہے۔

4. شرح کرتے وقت شارحؒ نے متن کے لفظی مغلقات کو حل کرنے کے لیے لغت کا سہارا لیا ہے اور ہوئے ان مغلقات کو حل کیا ہے اور کہی کہی متن کے اعراب کا تعین بھی کرتے ہیں۔
5. شارحؒ نے متن کی توضیح کے ساتھ ساتھ اصول قواعد کو اصل مآخذ سے نقل کر کے بیان کئے ہیں۔
6. شارحؒ نے شرح میں مختلف عنوانات کو حاشیہ میں نمایاں ذکر کئے ہیں۔یعنی جب کوئی باب یا فصل شروع ہوتی ہے تو مصنفؒ اس فصل کو

حاشہ یعنی مخطوط کے بیاض میں رقم کرتے ہیں۔

7. اکثر مسائل کے حل میں شارح اس مسلئے میں ذکر شدہ مسئلے کی حقیقت کو بیان کرتے ہیں جسے ایک مقام ہے ''کتاب اللہ'' کے خاص کے مثال میں قرآنی آیت "وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ"[11] کے بارے میں لکھتے ہے کہ ''لفظ الرکوع فی قولہ تعالیٰ وارکعومع الراکین قیل ہو امرٌللیہود با الرکوع لان الیہود لا رکوع فی صلوا تہم'' [12] رکوع کا حکم ایت قرآنی میں یہ حکم یہود کو تھا کیونکہ ان کے نمازوں میں رکوع نہیں ہوتی تھے۔
8. اس طرح شارح بہت سے قرآنی ایات کی توضیح کے لیے تفاسیر کا سہارا لیتے ہیں۔اور اس تفسیر کی روشنی میں کا نام ذکر کر کے تشریح کرتے ہیں۔
9. شارحؒ مسائل میں فقہا کرام کے اختلاف کو تفصلاً بعہ ادلہ اولہ ذکر کرتے ہیں۔اور مسئلہ اختلافیہ کی مزید و ضاحت کے لئے سوال جواب یعنی اعتراض وجواب کے طرز کو اختیار کرتے ہیں۔
10. ''اصول شاشی'' کے مصنفؒ سے بعض تسامحات ہوئے ہیں شارح نے تشریح میں ان تسامحات کا ذکر کیا ہے اور ساتھ اس کے متبادل حل کو بھی تلاش کر کے بمعہ ادلہ تحریر کیا ہے۔ جسے ایک تسامح حروف معانی کے بحث ''حرف لکن'' کے ضمن میں وارد ہے[13] وہاں پر اس کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

ان تمام نکات کو دیکھ کر شرح کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے، کہ صاحب مخطوط نے شرح میں کافی عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے ہر اعتبار سے ''اصول الشاشی'' کی ایک نایاب شرح تحریر کی ہے جس کو علمی ذوق رکھنے والے حضرات نہ صرف ہی پسند کرینگے بلکہ اس شرح کے مطالعے سے اہل علم حضرات اپنی علم کی پیاس بجھائنگے۔

کتاب ''فیوض الباری'' کا اسلوب نگارش اور فنی مقام

اصول الشاشی فقہ حنفی کے اصول میں لکھی ہوئی مسلّمہ اہمیت کی حامل ایک بنیادی کتاب ہے۔ مدارس اور حلقہ تدریس میں اس کتاب کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔اسی بناپر اس کتاب کے فوائد عام کرنے کے لیے علماء نے

اس کتاب کے شروحات لکھی جس کی تفصیل دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔ اکثر شروح کو اگر دیکھا جائے تو ہر شارح کی ایک الگ اسلوب نگارش اور فنی مقام ہے۔ زیر تحقیق شرح کے مصنفؒ نے بھی شرح لکھتے وقت ایک بہترین اسلوب کا انتخاب کیا ہے جو کہ نہایت عام فہم اور علمی اسلوب ہے کتاب کو پورا دیکھ کر اور مطالعہ کرنے کے بعد اس کے اسلوب اور فنی مقام واضح ہوتا ہے۔

1. خطبہ کتاب کی ابتداء ہی سے فاضل مصنفؒ نے حمد، شکر اور مدح کی فنی مباحث کا تذکرہ کیا ہے اور خصوصیت کے ساتھ صرف، نحوی اور علم منطق کے اصطلاحات میں بھی تشریحات کیے ہیں۔
2. شارحؒ نے شرح کرتے وقت مطلوبہ مطالب کے ساتھ دیگر مباحث کو ذکر کیا ہے جسے قرآن کی ایات دلیل میں ذکر کرتے ہوئے اس ایت کی پس منظر کی طرف نظر کو بھی اشارہ کرتے ہیں۔
3. فاضل مصنفؒ نے شرح میں پہلے اصول الشاشی کے متن کو ذکر کیا ہے اور اس کے بعد شرح اس طریقے سے کرتے ہیں کہ عبارت کتاب کی تقطیع کرکے اس پر خط لگا کر ''قولہ'' سے اس کی تعبیر کرتے ہیں اور اس کے بعد اس کے مراد کو واضح کرتے ہیں۔
4. سب سے اہم بات یہ ہے کہ شرح عربی زبان میں ہے چونکہ عربی ایک علمی زبان ہے تو شارحؒ نے عربی زبان کے علمی ساک کو برقرار رکھتے ہوئے شرح لکھی ہے عربی زبان میں شرح لکھتے ہوئے جس عنوان کی تشریح ہو رہی ہو وہاں حاشیہ پر متعلقہ عنوان کو بھی رقم طراز کرتے ہیں۔
5. اصول الشاشی میں جن فقہی اصول کا ذکر ہوا ہے ان اصولوں کی وضاحت بہترین علمی انداز میں کرتے ہیں اور ان پر تفریعات کی وضاحت کا انداز بہت نرالہ ہے۔
6. عبارات میں جہاں جہاں اعتراض ہوتا ہے اس کو ''فان قیل '' سے ذکر کرتے ہیں اور ان کا جواب ''قلنا'' کے ساتھ مدلّل انداز میں کرتے ہیں۔
7. اکثر مواضع پر اصول فقہ کے اصطلاحات کی بہترین اور آسان انداز میں وضاحت کرتے ہیں اور ان کے وجوہِ تسمیہ بھی بیان کرتے ہیں۔
8. جہاں جہاں کتاب میں احادیث کا تذکرہ کیا گیا ہے، شارحؒ نے ان احادیث کے بارے میں حکم بھی وارد کیا ہے کہ کیا یہ حدیث قابل عمل ہے یا قابل عمل نہیں جیسے ایک موقع پر حدیث کے حکم کے بارے میں لکھتے ہیں ''ان هذا الحديث لم يثبت فى كتاب من كتب الصحاح''[14] (یہ حدیث کتب صحاح میں سے کسی کتاب سے بھی ثابت نہیں ہیں)۔

9. اکثر مواضع میں مسئلہ کے وضاحت کے لیے لغت کا سہارا بھی لیتے ہیں اور اس مسئلے میں وارد الفاظ کی لغوی تحقیق بھی کرتے ہیں۔
10. کہی کہی مسئلے کے ثبوت اور مدعی کو ثابت کرنے کے لیے اشعار کا تذکرہ بھی کرتے ہیں ساتھ ساتھ شارحؒ نے دیگر مقامات میں اس طرح کے کئی علمی تراشوں سے اس شرح کو مذین کیا ہے۔ مذکورہ نکات کو دیکھ کر بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ شارح علمی ذوق رکھنے کی وجہ سے ایک علمی شرح کے مصنف بنے اور اس سے شرح ''فیض الباری لاصول الشاشی'' کا اسلوب نگارش فنی مقام بھی معلوم ہوتا ہے۔

اصول فقہ میں ''فیوض الباری'' کے مصادر و مراجع

کسی بھی کتاب، شرح، تالیف یا تصنیف میں مصادر و مآخذ کا ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی مصنف جو کچھ بھی قرطاس کے نذر کرتا ہے وہ یا تو کسی سے ماخوذ ہوگا یا پھر ان ذکر شدہ مواد مطالب و معانی کو ایک نیا رنگ دیا جاتا ہے۔ لیکن اس تصنیف، تالیف یا کتاب کو پرکھا جائے تو ان کے مآخذ و مراجع کا پتہ چلتا ہے کہ مصنفؒ نے کہا کیا سے اخذ کیا ہے، بعض دفعہ تو مؤلف حوالہ دیں کر بتا دیتا ہے کہ یہ فلان جملہ یا عبارت فلان مصنف کی کتاب سے لی گئی ہے لیکن بسہ اوقات مصنفین حضرات اس کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اکثر اگر دیکھا جائے جو تصنیفات شروح کی شکل میں ہو ان میں مصادر و مآخذ کا پتہ صراحاً نہیں چلتا البتہ اگر اس کو ٹھٹولا جائے تو پھر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ فلان کتاب سے یا فلان مصنف کے مطالب کو نیا رنگ دیا گیا ہے۔

زیر تحقیق شرح ''فیوض الباری'' میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مسئلے کے اثبات کے لیے دلیل ذکر ہوتی ہے تو وہاں یہ مذکور نہیں ہوتا کہ فلان کتاب سے موخوذ ہے۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جائے تو وہاں سے پتا چلتا ہے کہ یہ بات، یا دلیل کہاں سے ماخوذ ہے اس مسئلے کا اصل مصدر اور ماخذ کیا ہے اس شرح کے اکثر مصادر و مآخذ مخطوط پر راقم کی تحقیق کے دوران سامنے آئے ہیں جو کہ تحقیق مقالے کے متعلقہ صفحے کے فٹ نوٹ میں درج کیے جا گئے ہیں۔ یہاں پر کچھ مصادر و ماخذ کا تذکرہ کرتا چلو سب سے پہلے شارحؒ قرآن کریم کا سہارا لیتے ہے اور دلائل میں (جہاں پر قرآن ایات کی ضرورت ہوتی ہے) ایات قرآنی کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے اس کے بعد احادیث کا سہارا لیتے ہیں اور اکثر و بیشتر مقامات پر احادیث کا تذکرہ موجود ہے (تحقیق کے دوران متعلقہ حدیث کی تخریج بھی کی گئی ہے) اس کے ساتھ ساتھ شارح لغت کی کتابوں کا بھی سہارا لے کر لغوی اور اصطلاحی معانی بیان کرتے ہیں اصول فقہ کی کتابوں میں سے بالعموم اکثر اصول فقہ کی کتابوں سے تشریحات کے مفہومات اپنے الفاظ میں کرتے ہیں اور بالخصوص اصول فقہ کی کتاب ''التلویح والتوضیح'' سے استفاد کرتے ہیں جیسا کہ خاص[15] کے حکم کو بیان

کرتے ہیں۔ اس طرح بعض مسائل میں تشریح کرتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ اصول فقہ کی کتاب ''اصول الجصاص'' (جو کہ الفصول کے نام سے مشہور ہے) سے اخذ کیا گیا ہے۔ خصوصاً ان جگہوں میں جہاں امام شافعیؒ سے اختلاف ہو وہاں پر دلائل کو ذکر کرتے ہوئے اکثر ''الفصول'' کی تشریحات کا سہارا لیتے ہیں جسے نہی کے بحث میں افعال حسیہ اور افعال شرعیہ سے نہی کے وقت احناف کی طرف سے دلیل اس کتاب سے ذکر ہیں۔ اسی طرح مصنف نے اپنی اس شرح میں زیادہ تر "کشف الاسرار" اور اصول شاشی کا شرح "فصول الحواشی" سے استفادہ کیا ہے۔ اکثر مواضع میں فصول الحواشی کے عبارات متعلقہ مسئلے کی تشریح میں ذکر کرتے ہیں۔ شرح کے دیگر مقامات میں جو تشریحات ہے اکثر مختلف فقہی کتابوں سے ماخوذ ہے لیکن مصنفؒ نے ان مطالب و معانی کو اپنے ہی میں بیان کیا ہے۔

''فیوض الباری'' اور اس کا ادبی اسلوب

شرح ''فیوض الباری لاصول الشاشی'' کا مطالعہ کرنے کے بعد اس شرح کا ادبی اسلوب اشکارہ ہوتا ہے۔ شرح چونکہ عربی زبان میں ہے اور عربی زبان میں شرح لکھنے کے لیے عربیت پر عبور ضروری ہے۔ مصنفؒ نے اپنی بساط کے مطابق شرح میں عربی لغت اور عربی اسلوب کا لحاظ رکھا ہے لیکن کبھی کبھار اختصار کی وجہ سے مطالب پورے واضح نہیں ہوئے ہیں۔

1. اکثر مواضح میں لغوی مباحث اور عربی گرامر کا خاص خیال رکھا گیا ہے خاص طور پر لغوی معنی میں لغت عربی کا سہارا ضرور لیتے ہیں اور لغت عربی کا معانی کے ذریعے اس مطلوبہ لفظ کی وضاحت کرتے ہیں۔
2. بعض مواقع پر کسی لغوی معنی کو ظاہر کرنے کے لیے بطور دلیل اشعار کا بھی تذکرہ کیا ہے۔
3. اسی طرح کبھی ایک لفظ کے عربی لغت میں اگر کئی معانی ہوئے ہو تو اس کو لازمی ذکر کیا ہے اور متعلقہ جگہ میں جو معنی مطلوب ہو اس معنی کو اختیار کیا گیا ہے مثلاً ''اصل'' کے معنی ظاہر کرنے کے لیے اصل کے مختلف معانی بیان کرنے کے بعد وہاں پر مطلوبہ معنی بیان کرتے ہیں۔[16]
4. اصول الشاشی کے متن کے بعض مواضح پر تشریح کے عرض سے نحوی ترکیب کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں مثلاً ''حروف معانی'' کے بحث میں جب ''او'' کا مجازی معنی بیان ہوتا ہے۔ تو لکھتے ہیں کہ ''او'' کا مجازی معنی تخیر یا اباحث کے لیے ہے حقیقی معنیٰ اس لیے نہیں لیا جائے گا کہ حقیقی معنیٰ اخذ کرنا متعذر ہے کیونکہ جب دو جملے آجائے اور پہلے جملہ انشائیہ ہو اور دوسرا خبر یہ تو وہاں پر ''او'' اباث یا تخیر کے لیے ہو گا

کیونکہ خبر کا انشاء پر عطف درست نہیں اس لیے یعنی مجازی معنی مراد ہوگا۔[17] اس جگہ نحوی ترکیب کے ذریعے مسئلے کی تشریح کی گئی ہے۔

مذکورہ نکات سے بخوبی کتاب کا لغت اور ادبی اسلوب کی وضاحت ہوتی ہے کہ کس طرح شارح نے عربی زبان کی رعایت اور لحاظ رکھ شرح تصنیف کی ہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1] رسالہ وفاق المدارس شمارہ نمبرا، ستمبر2018، ص 18۔

[2] یہ خطوط ہمیں کو میاں صاحب کے نواسے میاں محمد طارق شاہ کے مدد سے ان کے ذاتی لائبریری میں دیکھنے کو ملے۔

[3] المطرّزی، ابوالفتح ناصرالدین (610ھ)، المغرب فی ترتیب المعرب ج 2، ص 154، ادارہ دعوۃ الاسلام، کراچی

[4] حوالہ سابقہ ج 1، ص 65۔

[5] الحشر:24۔

[6] مولانا سعد اللہ کاکا خیل کے دیگر مخطوطات اب بھی اس کے نواسے میاں محمد طارق شاہ کے لائبریری میں موجود ہیں ان تمام مخطوطات کا تذکرہ میاں صاحبؒ کے علمی خدمات کے تحت درج ہے۔

[7] درس نظامی ملا نظام الدین محمد سہالوی سے منسوب آٹھ سال پر مشتمل طریقہ تدریس ونصاب تعلیم وتدریس جو ملا نظام الدین نے مشرق کی دینی درسگاہوں کے لیے تیار کیا۔ مدنی، حسین احمد مدنی، نصاب مدنی ص 19، اشاعت اکیڈمی پشاور۔

[8] رامپوری، نجم الغنی حکیم مزیل الغواشی شرح اصول الشاشی، ص 9، قاسم پبلی کیشنز، کراچی، ۲۰۰۷ء۔

[9] الحج29۔

[10] سکروڈوی، جمیل احمد، اجمل الحواشی ص 5، کتب خانہ مظہری، ملتان1999ء۔

[11] البقرہ: 42۔

[12] فیوض الباری لاصول لالشاشی (مخطوط) ص 23۔

[13] فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص 186۔

[14] فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص4۔

[15] فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص9۔

[16] فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص5۔

[17] فیوض الباری لاصول الشاشی (مخطوط) ص 192۔